دعا کی اہمیت

اور

اس کے آداب

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب مدظلہ

مکتبۃ الاسلام کراچی

دعا کی اہمیت

اور

اس کے آداب

اس میں قرآنی آیات اور احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں دعا کی اہمیت، فضیلت، دعا کے آداب اور قبولیتِ دعا کی شرطیں بیان کی گئی ہیں۔

حضرت اقدس مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب دامت برکاتہم العالیہ
نائب مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی

ضبط و ترتیب
مولانا محمد قاسم امیر ملتانی
متخصص جامعہ دارالعلوم کراچی، مدرس جامعہ حمادیہ کراچی

ناشر

مکتبۃ الاسلام کراچی

باہتمام : شاہد محمود
مطبع : القادر پرنٹنگ پریس، کراچی
ناشر : مکتبۃ الاسلام کراچی
کورنگی انڈسٹریل ایریا، کراچی
فون : 021-5016664-65
موبائل : 0300-8245793

ملنے کے پتے

- اِدارۃ المعارف، دارالعلوم کراچی
- دارالاشاعت، اردو بازار، کراچی
- ایچ ایم سعید، پاکستان چوک، کراچی
- مکتبہ زکریا، بنوری ٹاؤن، کراچی

فہرست مضامین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دعا کی اہمیت اور اس کے آداب

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریمO

امابعد:۔

موجودہ حالات[1] میں ہمیں چند کاموں کا بطورِ خاص اہتمام کرنا چاہئے جس میں ہمارا اپنا بھی بڑا فائدہ ہے اور عراق کے مسلمانوں کا بھی فائدہ ہے۔

مظلوم مسلمانوں کے لئے دعا

ان میں سب سے پہلا کام یہ ہے کہ ہم عراق کے مسلمانوں کی

---

[1] عراق کے مظلوم مسلمانوں پر جب امریکہ اپنے اتحادیوں سمیت ظلم و بربریت کی ایک اور مثال قائم کرنے کے لئے حملہ آور ہوا تو اس کے ابتدائی دنوں میں جامعہ دارالعلوم کراچی کے مدرسۃ البنات کے احاطہ میں بعد نماز عصر حضرت والا کا بیان ہوا، اپنی افادیت کے پیشِ نظر اسے ''اصلاحی بیانات جلد ۷'' کی زینت بنایا جارہا ہے، از مرتب۔

کامیابی، ان کی فتح ونصرت، ان کی جان، مال عزت وآبرو کی حفاظت، اوران کے ملک کی حفاظت کیلئے گڑگڑا کر دُعاء کریں اوراس کو ہم اپنی اہم ذمہ داری اوران کا حق سمجھیں۔ کیونکہ وہ ہمارے مسلمان بھائی ہیں اورایک بھائی کا دوسرے بھائی پر حق ہوتا ہے کہ جب اس کو مصیبت یا پریشانی میں دیکھے تو ان کیلئے کم ازکم دُعا کرے اورمؤمن کی دُعاء اپنے مؤمن بھائی کے حق میں اس کی عدمِ موجودگی میں ''ازروئے حدیث'' قبول ہوتی ہے۔

یعنی جب کوئی مسلمان بندہ اپنے کسی دوسرے مسلمان بھائی کے حق میں دُعاء کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس دُعاء کو رد نہیں فرماتے، قبول فرمالیتے ہیں۔

جب ہم ان کیلئے دُعاء کریں تو یہ دعاء کریں کہ یا اللہ ان کی مدد فرما اوران کو فتح عطا فرما، امریکہ اوراس کے اتحادیوں کے مقابلے میں ان کی مدد فرما اور فتح مبین عطا فرما، اور دشمن کے حملوں سے، ان کے ظلم وستم سے، ان کی بمباری سے اُن کی، ان کے گھروالوں کی، ان کی دکانوں کی، ان کے شہروں کی اوران کے علاقوں کی حفاظت

فرما۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ حفاظت ہوگی۔ حدیث شریف میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَلا أَدُلُّكُمْ عَلٰى مَا يُنْجِيْكُمْ مِنْ عَدُوِّكُمْ وَيُدِرُّلَكُمْ أَرْزَاقَكُمْ ، تَدْعُوْنَ اللّٰهَ فِيْ لَيْلِكُمْ وَنَهَارِكُمْ فَإِنَّ الدُّعَاءَ سِلاحُ الْمُؤْمِنْ. (رواه الترمذى)

ترجمہ

''سنو! کیا میں تمہیں وہ عمل نہ بتاؤں جو تمہارے دشمنوں سے تمہارا بچاؤ کرے اور تمہیں بھرپور روزی دلائے، وہ عمل یہ ہے کہ اپنے اللہ سے روز و شب، دن رات دعا کیا کرو، کیونکہ دعا مؤمن کا ہتھیار ہے''۔

یہ اتنا بڑا ہتھیار ہے کہ اس سے بڑا کوئی ہتھیار ہو ہی نہیں سکتا۔ اس لئے کہ یہ تو اللہ تعالیٰ سے عرض کرنے کا نام ہے اور سب کچھ تو اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے، امریکہ، برطانیہ اور اس کے دوسرے

اتحادی بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت میں ہیں، عراق اور اس کے مسلمان بھی اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہیں، اور کافروں کے پاس جو اسلحہ ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت میں ہے، ان کے جہاز، ان کے ایٹم بم اور دوسرے بم، ان کے لیزر گائیڈڈ بیلسٹک میزائل، ان کی توپیں، ٹینک، بکتر بند گاڑیاں سب اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے اللہ پاک چاہیں تو ایک سیکنڈ میں ان کو ملیامیٹ کر دیں اور عراق کو فتح عطا فرمادیں۔

سب کچھ اللہ کے حکم اور حکمت سے ہوتا ہے

جو کچھ ہو رہا ہے سب اللہ تعالیٰ کے حکم اور حکمت سے ہو رہا ہے، اللہ تعالیٰ کے حکم و حکمت کے بغیر تو پتہ بھی نہیں ہلتا۔ یہ تو اتنا بڑا معرکہ ہو رہا ہے اور دنیا کی اتنی بڑی ظاہری طاقت، اپنے مقابلے میں مسلمانوں کی چھوٹی سی طاقت پر حملہ آور ہے، یہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر نہیں ہوسکتا، سب کچھ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہو رہا ہے۔

یاد رکھیئے! اس کا اُلٹ بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوسکتا ہے، جب سب گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ سے دُعا کرینگے تو اللہ تعالیٰ پانسہ پلٹ دینگے، اور پلٹ رہے ہیں، الحمدللہ روز بروز دشمن مایوس ہو رہا ہے بوکھلا

رہا ہے، اس کے پاؤں اُکھڑ رہے ہیں، عورتیں تو عورتیں کسان تک ان کے ہیلی کاپٹر گرا رہے ہیں۔

بھلا بتلاؤ یہ کیا ہے؟ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کا نمونہ ہے، وہ اپنی قدرت دکھا رہے ہیں کہ دیکھو ہم اس طرح بھی کر سکتے ہیں، ساری دنیا میں ویسے ہی کافر بدنام ہیں، اب اور زیادہ ذلت وخواری ان کی ہوتی جارہی ہے اور ہوگی ان شاء اللہ تعالیٰ اور خوب ہوگی۔

بہر حال! دعا مؤمن کا زبردست ہتھیار ہے، مگر یہ جب ہے کہ ہم اس کا استعمال کرنا سیکھ جائیں، اگر ہمیں اس کا استعمال آجائے تو سمجھو کچھ آگیا اور ہمارا کام بن گیا، اس لئے کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کو آگے کرنے والا کام ہے۔

اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ.

ترجمہ

''یا اللہ ہم ان کی گردنوں پر آپ کو مقرر کرتے ہیں، یعنی ہم آپ کو دشمنوں کے آگے کرتے

ہیں، اوران کے شر سے ہم آپ کی پناہ مانگتے ہیں۔

آپ ہمیں اپنی حفاظت میں لے لیجئے اور آپ ہی

ان کو نمٹا دیجئے''۔

اور اللہ تعالیٰ کا نمٹانا کیا مشکل ہے بس وہ تو ایک دفعہ ''کُن'' کہیں گے معلوم نہیں امریکہ کہاں گیا، اس کے اتحادی کبھی تھے بھی کہ نہیں، اللہ تعالیٰ کے پاس تو ایسی طاقت ہے کہ وہ تو خالی ایک مچھر بھیج دیں گے، تو وہی ان کو نمٹا دے گا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت میں تو یہ ہے دیکھو نا طوفان کیسا آیا کہ خیمے ہوا میں اُڑ رہے ہیں اور دشمن کی پیش قدمی رک رہی ہے۔[1]

اللہ تعالیٰ تو جہاں چاہیں، جس سے چاہیں دشمن کو نمٹا دیں، ان کو نہ بموں کی ضرورت ہے، نہ ہتھیاروں اور نہ فوج کی ضرورت ہے، بس ایک حکم کی ضرورت ہے، بس وہ حکم دینگے تو مٹی کے ذرات ہی ایٹم بم بن جائیں گے، اور اس سے ہی سارے کے سارے مٹ جائیں گے۔

[1] ان دنوں اطلاع آئی تھی کہ عراق میں زبردست طوفانی ہوا نے امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی پیش قدمی روک دی ہے، از مرتب۔

اللہ تعالیٰ نے ذارسی ایک آندھی بھیجی ہے تو ان کی پیش قدمی رک گئی، خیمے اُڑ گئے اور وہ بوکھلا گئے۔ ایسے ہی راتوں رات اللہ تعالیٰ کوئی طوفانی بارش بھیج دیں، سویرے معلوم ہوا کہ سب نیست و نابود ہو گئے، یہ اللہ کی قدرت سے کچھ بعید نہیں۔

دعا بہر صورت نافع اور مفید ہے

سب کچھ اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے، مگر مانگنا شرط ہے، مانگنے والا ہونا چاہیے، اس ہتھیار کو استعمال کرنے والا ہونا چاہیے اور یہ ہتھیار ہم استعمال کر سکتے ہیں، اور یہ ایسا ہتھیار ہے جو مصیبت نازل ہونے سے پہلے بھی نافع اور مفید ہے اور مصیبت آجانے کے بعد بھی مفید اور کارآمد ہے، اور مصیبت ٹلنے کے بعد بھی نافع اور مفید ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

إِنَّ الدُّعَاءَ يَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ يَنْزِلْ ،
فَعَلَيْكُمْ عِبَادَ اللهِ بِالدُّعَاءِ.

ترجمہ

''دعا ان حوادث و مصائب میں بھی کارآمد اور نفع

مند ہوتی ہے جو نازل ہو چکے ہیں اور ان میں بھی جو ابھی نازل نہیں ہوئے، لہٰذا اے اللہ کے بندوں دعا کا اہتمام کیا کرو"۔ (ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ:۱۹۵)

دُعا ایسی کارآمد چیز اور ایسا بہترین ہتھیار ہے جو ہر حال میں کارآمد اور نافع ہے، جب تک مصیبت نہ آئے تب بھی مانگتے رہو حکمت ہوگی تو آنے والی بلاٹل جائیگی، اور اگر اس کے ٹلنے کی حکمت نہ ہوگی تو کوئی اور بلاٹل جائے گی، اور کچھ نہیں تو اللہ تعالیٰ اس دُعاء ہی کو آخرت میں ذخیرہ فرمادیں گے۔

عام طور پر تو یہ ہوتا ہے کہ بندہ جو اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہے اگر دُعا میں قبولیت کی شرائط پائی جاتی ہوں تو اللہ تعالیٰ اسی کو قبول فرمالیتے ہیں، اکثر تو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ ایسا ہی معاملہ فرماتے ہیں لیکن ظاہری طور پر ہم جو کچھ مانگ رہے ہیں وہ ملے یا نہ ملے ہر حال میں دُعا فائدے سے خالی نہیں ہے۔

دعا کے فوائد

سب سے بڑا فائدہ تو یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ سے جُڑ جاتا ہے

اور وہ لمحہ سب سے بڑا قیمتی ہے جب بندے کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہوگیا، جب بندہ اپنے رب سے عرض ومناجات کررہا ہو، اس کے سامنے عاجزی کررہا ہو، گڑگڑا رہا ہو، بھیک مانگ رہا ہو اور دعا مانگ رہا ہو، بس وہ بندے کا سنہری وقت ہوتا ہے اور کچھ نہ بھی ملے تو یہ توفیقِ دعا بذاتِ خود بہت بڑی دولت ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی طرف متوجہ ہیں، یہ متوجہ ہوجانا اور بندے کا اللہ تعالیٰ سے رابطہ ہوجانا ہی بہت بڑی دولت اور بہت بڑی نعمت ہے آگے جو کچھ بھی ہے سب نفع ہی نفع ہے اور جتنی مرتبہ دعا کرے گا اتنا ہی اللہ تعالیٰ سے رابطہ قوی ہوگا۔

یہ ایسا ہی ہے کہ جیسے کوئی گنوار بادشاہ سے ملنے لگے یعنی اگر کسی گنوار کی بادشاہ (جس سے بڑے بڑے لوگ ملنے کی تمنا اور آرزو کرتے ہیں) سے ملاقات ہوجائے اور اس گنوار کو جناب بادشاہ نے بُلا لیا اور ملاقات کرلی ہو تو اس کے وارے نیارے ہوجائیں، اس کا وہ دن کس طرح عید سے کم نہ ہو، اور اگر اس کو دو چار دفعہ ایسے ہی ملاقات کا موقع مل جائے تو کہیں گے یہ تو وزیراعظم سے کم نہیں ہے۔ یہ تو اتنی

مرتبہ مل چکا ہے ہم نے تو آج تک بادشاہ کی شکل تک نہیں دیکھی یہ گنوار تو روز ملتا ہے، وہ تو وزیر اعظم سے کم نہ ہوا۔

اگر دنیا کے گنوار کی بادشاہ سے ملاقات ہو جائے تو اس کی یہ عزت افزائی، ارے! احکم الحاکمین سے اگر ہم جیسے گنواروں اور نالائقوں کی ملاقات بصورتِ دعا ہو جائے تو کیا یہ کم دولت ہے؟ بابا بہت بڑی دولت ہے، بہت بڑی نعمت ہے۔ اس لئے بس دُعا ہی کی توفیق ہو جائے تو سمجھو بہت بڑی نعمت ہاتھ آ گئی، اس لئے مصیبت آنے سے پہلے بھی دعا مانگنا مفید ہی مفید ہے، نافع ہی نافع ہے اور مصیبت آ گئی تب بھی مفید ہے۔ وہ یوں مفید ہے کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق تو ہو رہا ہے، یوں یہ مصیبت بھی نعمت ہو گئی جو اللہ تعالیٰ سے دعا کا ذریعہ بن گئی۔

جس طرح کوئی نعمت اللہ تعالیٰ کے شکر کا ذریعہ بن جائے اور بندہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر شکر میں مشغول ہو جائے تو وہ نعمت بھی ہزار نعمت ہے۔ اسی طرح کوئی بیماری، کوئی پریشانی، کوئی مصیبت یا کوئی آفت اگر مسلمانوں پر آ جائے اور مؤمن بندہ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے اور اس کی بارگاہ میں عرض و معروض

شروع کردے بس سمجھو سب سے بڑا نفع اس کو حاصل ہو گیا اب وہ مصیبت بھی مصیبت نہ رہی بلکہ قربِ الٰہی کا ذریعہ بن گئی، تعلق مع اللہ کا سبب بن گئی، لہٰذا جو چیز بھی اللہ تعالیٰ کے تعلق کا سبب بن جائے وہ نعمت ہے چاہے صورت میں وہ زحمت اور مصیبت ہی کیوں نہ نظر آئے۔ جیسے مصیبت آنے کے بعد دعاء کرنا مفید ہے کیونکہ اس کو دور کرنے والے اللہ پاک ہی ہیں اسی طرح آنے سے پہلے بچانے والے بھی اللہ پاک ہیں اور مصیبت کے دور ہونے کے بعد اس سے عافیت دینے والے اور آئندہ بچانے والے بھی اللہ پاک ہیں۔

عزیزو! اسی لئے ہر حال میں دعا کا اہتمام کیا کرو، تو یہ اتنی بڑی دولت اور نعمت ہے کہ ہر حال میں مفید ہے اور مؤمن کا زبردست ہتھیار ہے اس لئے اس کام کو بہت زیادہ اہتمام کے ساتھ کرنا چاہئے۔ جتنا ہم گڑ گڑا کر دعا کرینگے اتنا ہی زیادہ فائدہ ان شاء اللہ اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے۔

لہٰذا دو تین باتیں جو دعا کے آداب میں سے ہیں ان کا اہم خیال کریں۔

۱۔حرام غذا سے بچیں

ایک ہے کہ کھانے پینے کے اندر مال حلال اور اکلِ حلال کا خیال رکھیں کیونکہ حرام کھانے والے کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ چنانچہ ایک حدیث شریف میں ہے کہ تین آدمیوں کی دعا رد نہیں ہوتی، یعنی تین آدمی ایسے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دُعا کریں تو اللہ تعالیٰ ان کی دعا رد نہیں فرماتے، اگرچہ بعض دوسری روایات میں ان تین کے علاوہ بھی دعا کرنے والوں کا تذکرہ ہے، جن کی دعا رد نہیں ہوتی، لیکن ایک حدیث میں تین کا ذکر آیا ہے۔

عن ابی هریرةؓ قال قال رسول الله ﷺ ثَلٰثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٍ لَاشَكَّ فِيهِنَّ دَعْوَةُ الْوَالِدِ، وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ، وَدَعْوَةُ الْمَظْلُومِ.

(رواه الترمذی، مشکوٰة : ۱۹۵)

ترجمہ

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’تین دُعائیں ایسی ہیں جن کی قبولیت میں کوئی شبہ ہی

نہیں۔

(۱) باپ کی دعا (اپنی اولاد کے حق میں)

(۲) مسافر کی دعا

(۳) مظلوم کی دعا"۔

یعنی ایک تو اللہ پاک باپ کی دعا اولاد کے حق میں رد نہیں فرماتے، باپ اگر اپنی اولاد کے حق میں دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ قبول فرماتے ہیں۔ دوسرے مسافر کی دعا اللہ تعالیٰ رد نہیں فرماتے، تیسرے مظلوم کی دعا اللہ پاک رد نہیں فرماتے۔

دوسری حدیث میں ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لئے غائبانہ طور پر دعا کرے تو اللہ تعالیٰ رد نہیں فرماتے ہیں، قبول فرماتے ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسافر کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے لیکن اس کے ساتھ ایک دوسری حدیث بھی سنئے اور اس کی روشنی میں اندازہ لگائیے کہ قبولیتِ دعا کے لئے "رزقِ حلال اور اکل حلال" کو کس قدر اہمیت حاصل ہے۔ وہ حدیث یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کا مبارک ارشاد ہے کہ:

"یٰاَیُّھَا النَّاسُ ! إِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ لا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا وَإِنَّ اللّٰهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِيْنَ فَقَالَ: "يٰأَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ" وَقَالَ: "يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَارَزَقْنَاكُمْ" ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيْلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ يَارَبِّ يَارَبِّ وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ وَغُذِّىَ بِالْحَرَامِ فَأَنّٰى يُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ".

ترجمہ

" لوگو! اللہ تعالیٰ پاک ہے اور صرف پاک (صدقہ) کو ہی قبول کرتا ہے، اس نے اس بارے میں جو حکم اپنے سب پیغمبروں کو دیا

ہے، وہی اپنے سب مؤمن بندوں کو دیا ہے،

پیغمبروں کے لئے اس کا ارشاد ہے:

''اے پیغمبرو! تم حلال اور پاک غذا کھاؤ

اور نیک اعمال کرو، میں تمہارے اعمال کو خوب

جانتا ہوں''۔ (المؤمنون:۵۱)

اور اہلِ ایمان کو مخاطب کرکے اس نے فرمایا:

''اے ایمان والو! تم ہمارے دیئے ہوئے رزق

میں سے حلال اور پاک غذا کھاؤ (اور حرام سے

بچو)'' (البقرۃ:۱۷۲)

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے

آدمی کا ذکر فرمایا جو طویل سفر کرکے (کسی مقدس

مقام پر) اس حالت میں جاتا ہے کہ اس کے بال

پراگندہ، جسم اور کپڑے غبار آلود ہو جاتے ہیں اور

وہ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کے دعا کرتا ہے:

''اے میرے رب! اے میرے رب!'' اور

حالت یہ ہے کہ اس کا کھانا حرام ہے، اس کا پینا
حرام ہے، اس کا لباس بھی حرام ہے، اور حرام غذا
سے اس کی نشو ونما ہوئی ہے، تو اس آدمی کی دعا
کیسے قبول ہوگی''۔ (صحیح مسلم عن ابی ھریرۃ)

معلوم ہوا کہ حرام کھانے پینے کے ساتھ دعا قبول نہیں ہوسکتی لہٰذا کھانا پینا حلال کا رکھیں، جس قدر کھانے پینے میں مالِ حلال استعمال ہوگا اتنا ہی اس کا دل منور ہوگا، اس کے اندر عبادت کا ذوق وشوق پیدا ہوگا، ایسے ہی اس کو زیادہ سے زیادہ نیک کاموں کی توفیق ہوگی اور دعا بھی اس کی قبول ہوگی ان شاء اللہ تعالیٰ۔

۲۔ دعا توجہ سے کریں

دوسرا ادب یہ ہے کہ مانگنے والا دعا کے اندر توجہ، دھیان رکھے، یعنی جب دعا کرے تو پوری توجہ کے ساتھ کرے، ایسا نہ ہو جیسے آدمی نماز پڑھتا رہتا ہے دھیان کہیں اور ہوتا ہے یا تسبیح پڑھتا رہتا ہے دھیان کہیں اور ہوتا ہے، دعا میں ایسا کریگا تو دعا قبول نہیں ہوگی۔

حدیث شریف میں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اُدْعُوا اللّٰـهَ وَأَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْإِجَابَةِ

وَاعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَجِيْبُ دُعَاءً مِنْ

قَلْبِ غَافِلٍ لَاهٍ. (رواہ الترمذی)

ترجمہ

''جب اللہ سے مانگو اور دعا کرو تو اس یقین کے

ساتھ کرو کہ وہ ضرور قبول کرے گا، اور عطا فرمائے

گا اور یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول نہیں کرتا

جس کا دل (دعا کے وقت) اللہ سے غافل اور بے

پرواہ ہو''۔

اس لئے دعا کرنے والے پر لازم ہے کہ وہ جتنی بھی دعا کرے پوری توجہ کے ساتھ کرے، اور توجہ یہ رکھے کہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے ہوں، اللہ تعالیٰ سے میں فلاں چیز مانگ رہا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے میں درخواست کر رہا ہوں۔ اتنا تو کم سے کم آدمی کو پتہ ہو، اب اگر یہی نہیں پتہ کہ میں کیا مانگ رہا ہوں، کیا نہیں مانگ رہا ہوں، کس سے مانگ رہا ہوں، کس کے سامنے ہوں، کہاں ہوں، کچھ پتہ ہی نہیں ہے بس

طوطے کی طرح رٹی رٹائی دعا پڑھ رہا ہے۔ تو ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے قبولیتِ دعا کا وعدہ نہیں ہے، یاد رکھئے! دعا محض پڑھنے سے قبول نہیں ہوتی، دعا مانگنے سے قبول ہوتی ہے اور مانگنا یہی ہے کہ پورا دل اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو، بندے کو یہ معلوم ہو میں کیا مانگ رہا ہوں، کس سے مانگ رہا ہوں، دل بھی اللہ تعالیٰ کی طرف ہو اور دھیان بھی اللہ تعالیٰ کی طرف ہو اور جو مانگ رہا ہو وہ بھی معلوم ہو۔

۳۔ روکر یا رونی شکل بنا کر دعا کیجئے

تیسرا ادب یہ ہے کہ دعا روکر، گڑگڑا کر مانگے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۔ (الاعراف ۵۵)

ترجمہ

"تم لوگ اپنے رب سے دعا کیا کرو تذلل (ذلت و مسکنت) ظاہر کرکے اور چپکے چپکے۔

دعا اس طرح گڑگڑا کر مانگے اور مانگنے کے اندر بھی یہ ہے کہ اگر سچ مچ رونا آجائے تو اچھا ہے لیکن چونکہ سچ مچ رونا ہر آدمی کے

اختیار میں نہیں ہے لہٰذا کم از کم رونے والوں کی سی شکل ہی بنالے اور جہاں بندہ رونے والوں کی شکل بنالیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کے ساتھ سچ مچ رونے والوں کا سا معاملہ فرمادیتے ہیں یعنی جیسے رونے والے کی دُعاء رد نہیں فرماتے رونے کی شکل بنا کر مانگنے والے کی دعاء بھی رد نہیں فرماتے۔

حدیث شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک ہے:

اِبْکُوْا فَاِنْ لَمْ تَبْکُوْا فَتَبَاکُوْا .

(ابن ماجة : ۳۰۹، باب الحزن والبکاء)

ترجمہ

''رو رو کر دعا مانگا کرو، اگر تمہیں رونا نہ آئے تو کم از کم رونے کی شکل ہی بنالیا کرو۔''

اس حدیث شریف کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ رونا نہ آنے کی صورت میں قبر و آخرت کا تصور کر کے رونے کی کوشش کرو، بہر حال! رونا دعا کا ایک ادب بھی ہے اور قبولیت دعا کی ایک علامت بھی ہے، اس لئے رقت قلبی (نرم دلی) کی وجہ سے از خود رونا آجائے تو بہت ہی اچھی بات ہے، ورنہ قبر کی اندھیر کوٹھڑی اور آخرت کی سختی کو سوچ کر

رونے کی کوشش کی جائے، اس پر بھی اگر رونا نہ آئے تو آخری درجہ میں کم از کم رونے کی شکل ہی بنا لینی چاہئے۔ اللہ جل شانہ کی ذات سے پختہ امید ہے کہ ان شاء اللہ اللہ پاک رونے کی شکل پر وہی معاملہ فرمائیں گے جو حقیقی، اصل اور سچ مچ رونے پر فرماتے ہیں۔

ایک بزرگ کا عجیب قصہ

دعا کے سلسلے میں رونے پر ایک قصہ یاد آ گیا ایک بزرگ کا عجیب وغریب معمول تھا، بزرگوں کے عجیب وغریب مزاج ہوتے ہیں، ہیں سارے بزرگ لیکن مزاج الگ الگ ہیں جیسے پھول تو سارے ہیں باغ کے اندر مگر خوشبو اور رنگ الگ الگ، لیکن یہ نہیں کہ گلاب کا پھول لال رنگ کا پھول نہیں ہے پیلے رنگ کا پھول ہے اور چنبیلی کا پھول پھول نہیں ہے موتیا کا پھول پھول ہے۔ نہیں سب پھول ہیں اور سب اچھے ہیں مگر خوشبو الگ الگ ہے اور رنگ الگ الگ ہے۔ اسی طرح سارے اللہ والے ہیں مزاج الگ الگ ہے اور مذاق الگ الگ ہے۔

جس بزرگ کا میں قصہ سنا رہا ہوں ان کا عجیب مزاج تھا کہ

ہمیشہ قرض لے لے کر کام کرتے تھے، جو بھی آ رہا ہے یا جا رہا ہے، جس کی بھی خدمت کر رہے ہیں، کھلا رہے ہیں پلا رہے ہیں قرض لے لیکر کر رہے ہیں، اور لوگ بھی ان کو قرض دے دیتے تھے۔ اب ان پر ہر وقت قرضہ چڑھا رہتا تھا، جو کبھی اتر جاتا تو اسی عادت کی وجہ سے دوبارہ چڑھ جاتا غرض، اترتا چڑھتا رہتا تھا، اور چونکہ رقم آتے ہی وہ قرضہ اتار بھی دیتے تھے اس لئے لوگ بے فکر ہو کر قرض دے دیا کرتے تھے۔ اس طرح بزرگ کام چلاتے رہے، ساری عمر اسی طرح گزر گئی کہ کسی کی مدد کر رہے ہیں تو قرض لیکر کر رہے ہیں، کسی کو کھانا کھلا رہے ہیں تو قرض سے کھلا رہے ہیں، کسی کو صدقہ دے رہے ہیں تو قرض سے دے رہے ہیں بس قرض لیتے رہے اور لوگوں کی ضرورتیں پوری کرتے رہے۔

اب یہ قصہ سنکر کوئی اور اسی پر عمل نہ کرنے لگے یاد رکھو ایسا کرنا ہر ایک کیلئے مناسب نہیں ہے اگر کسی نے قرض لے لیا اور نہ اترا تو پھر مصیبت آ جائے گی۔ اس لئے دوسروں کو شدید ضرورت کے بغیر قرض لینے سے بچنا چاہئے، بہر حال ان بزرگ کا یہ معاملہ تھا کہ زندگی بھر قرض

لے لے کر کام چلایا، یہاں تک کہ انتقال کا وقت قریب آ گیا تو جس جس نے قرض دیا ہوا تھا سب گھر آ گئے، سب دکان چھوڑ چھوڑ کر، گھر چھوڑ چھوڑ کر حضرت کی خدمت میں آ بیٹھے اور سب دیکھ رہے ہیں کہ اب تو حضرت کا آخری وقت آ گیا، میرے اتنے پیسے ہیں، اور میرے اتنے پیسے ہیں۔ حضرت کے گھر میں جھاڑو پھری ہوئی ہے، یہاں تو کچھ بھی نہیں ہے، اب کیا ہوگا؟ پیچھے تو کچھ نہیں ہے ملے گا کیا؟ اب جناب وہ سامنے بیٹھے حضرت کو دیکھ رہے ہیں اور ان کا کلیجہ منہ کو آ رہا ہے، جب ذرا حضرت آنکھ کھول کر دیکھ لیں تو قرض خواہوں کی جان میں جان آ جائے اور جب آنکھ دیر تک نہ کھولیں تو دل ہی دل میں کہیں کہ ''حضرت گئے تو پیسے بھی گئے''۔

اب جناب کوئی آیۃ الکرسی پڑھ رہا ہے کوئی سورۂ یٰس پڑھ رہا ہے کوئی کچھ اور پڑھ رہا ہے تا کہ پیسے کسی طرح مل جائیں، حضرت بھی دیکھ رہے ہیں کہ یہ جتنے آئے ہوئے ہیں سارے بے چارے پریشان ہیں اور خود ان کو تو اللہ تعالیٰ کی ذات پر مکمل بھروسہ تھا، وہ بے فکر اپنے بستر پر لیٹے ہوئے ہیں، اللہ کی یاد میں مشغول ہیں مگر ان بے

چاروں کا حال بہت بُرا تھا، حالت بڑی خراب تھی کہ بھئی اب تو ہمارے پیسے گئے، اب کیسے ملیں گے؟

تھوڑی دیر گذری کہ گلی میں سے ایک بچہ حلوہ بیچتا ہوا گذرا، اور آواز لگا رہا تھا کہ ''حلوہ لے لو، حلوہ لے لو، ایک آنے کا حلوہ، ایک آنے کا حلوہ''۔

حضرت نے فرمایا بھئی بچے کو بُلاؤ، ایک آدمی گیا بلا کر لایا۔ حضرت نے پوچھا بھئی کیا بیچ رہا ہے، کہا حلوہ بیچ رہا ہوں، فرمایا: ''پورے حلوے کا کونڈہ کتنے کا ہے؟'' کہا دس روپے کا۔ کہا لاؤ مجھے دیدو۔ اس سے بھی انہوں نے حلوہ ادھار لے لیا اور کہا: ''چلو بھئی منہ میٹھا کرلو''۔ سب کا منہ میٹھا کروادیا، سب حلوہ کھا کر بیٹھ گئے۔

تھوڑی دیر بعد بچے نے کہا: حضرت! ''جی میرے پیسے'' کہنے لگے ''بھئی یہ بھی پیسے لینے آئے ہیں تو بھی انہیں کے ساتھ بیٹھ جا''۔ اب جب لوگوں کو یہ احساس ہوا کہ ارے حضرت نے اس سے بھی حلوہ ادھار خریدا ہے تو بڑے پشیمان ہوئے کہ یار ہم تو مصیبت میں تھے، یہ بچہ بھی مصیبت میں آگیا، حضرت کو چاہئے تھا کہ اس بچے کو تو کم

ازکم پیسے دیدیتے۔

بچہ تو چھوٹے دل کا ہوتا ہے، اب وہ پیسے نہ ملنے پر بڑا پریشان ہوا، اس نے پھر کہا: ''حضرت مجھے جلدی سے پیسے دیدو میں جاؤں اپنے گھر، میری ماں میرا انتظار کررہی ہوگی''، کہا: ''بیٹے بیٹھ جا یہ سب پیسے لینے کیلئے بیٹھے ہیں، تو بھی ان کے ساتھ بیٹھ جا، جب ملیں گے تو ان کو بھی مل جائیں گے''، اس نے دس پندرہ منٹ اور انتظار کیا جب اس نے دیکھا کہ حلوہ تو کھا گئے پیسے دئے نہیں تو وہ بے چارہ رونے لگا، ''ہائے میری ماں مجھے مارے گی، میرے پیسے کہاں گئے، حلوہ کھالیا پیسے نہیں دے رہے حضرت میرے پیسے دیدو میں تو اپنے گھر جاؤں''اور وہ خوب رونے لگا۔

اب جب وہ پھوٹ کر رونے لگا تو سب کا دل بڑا پسیجا کہ ارے بھئی! اس کے ساتھ تو بڑی زیادتی ہوگئی اس بے چارے مسکین کے تو کم ازکم حضرت نقد ہی پیسے دیدیتے، حلوہ اُدھار نہ خریدتے ہم تو جیسے تیسے برداشت کررہے ہیں لیکن اس بچے کا کیا ہوگا اس کا رونا اُن سے نہ دیکھا گیا مگر سب چپ، کچھ کہہ بھی نہیں سکتے وہ بچہ

روتا رہا تھوڑی دیر میں کسی نے دروازے پر دستک دی، حضرت نے خادم سے کہا جاؤ دیکھو دروازے پر کون آیا ہے، خادم گیا تو دیکھا ایک نواب صاحب نے اپنا نوکر بھیجا ہے اس کے سر پہ ایک طباق ہے جو ہرے رومال سے ڈھکا ہوا ہے، اس نوکر نے کہا کہ فلاں نواب نے سلام کہا ہے اور عرض کیا کہ حضرت یہ حقیر سا ہدیہ ہے للہ قبول فرمالیجئے، آپ قبول کرلیں آپ کا احسان ہوگا، خادم نے آکر بتایا کہ کسی فلاں نواب کا خادم ہدیہ لیکر آیا ہے،فرمایا: ''قبول ہے لے آؤ''، خادم جا کر لے آیا، جب رومال ہٹا کر دیکھا تو طباق اشرفیوں سے بھرا ہوا تھا، فرمایا: ''سب سے پہلے دس روپے اِس بچے کو دیدو تا کہ یہ گھر جائے''، چنانچہ دس روپے اس کو دیئے اور بچہ خوشی خوشی اپنے گھر چل دیا۔

پھر فرمایا بھئی پوچھتے جاؤ کس کا کتنا قرضہ ہے اور دیتے جاؤ، اب وہ خادم پوچھتا گیا بھئی تمہارے کتنے ہیں ارے میرے اتنے ہیں، لو بھئی لے لو، اور جب دینے شروع کردیئے تو سب کے پیسے پورے ہوگئے، آخری قرض خواہ کے قرض ختم ہونے پر طباق بھی ختم ہوگیا، یعنی اس طرح اللہ پاک نے پورے پیسے بھیجے کہ وہ جتنے بھی قرض خواہ تھے

سب کا قرضہ پورا پورا اور پائی پائی ادا ہو گیا۔

پھر حضرت نے فرمایا کہ بھئی تم مجھے کوس تو بہت رہے تھے جب بچہ رو رہا تھا کہ حضرت نے اس کے ساتھ یہ کیا معاملہ کیا ہے، اس بے چارے کا بھی آخری وقت حلوہ ادھار لے لیا، پیسے نقد نہ دیئے مگر بات دراصل یہ ہے کہ بھئی مجھ سے تمہاری حالت نہیں دیکھی جارہی تھی، میرا تو زندگی بھر کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ یہ رہا ہے ہمیشہ مجھ پر انہوں نے کرم ہی کیا ہے کبھی انہوں نے میرا قرض رکھا نہیں، جتنا بھی میں نے لیا، جب بھی لیا ہمیشہ انہوں نے میرا قرض ادا فرما دیا۔ مجھے تو اطمینان تھا کہ جنہوں نے ساری عمر میرا قرضہ ادا فرمایا ہے تو کیا اب آخری عمر میں میرا قرضہ ادا نہ فرمائیں گے؟ مجھے تو اطمینان تھا کہ ان شاء اللہ اس وقت تک نہ مروں گا جب تک تمہارے قرضے نہیں اتر جاتے، مگر تمہارے کلیجے جو منہ کو آرہے تھے، تمہاری جو پھٹی پھٹی آنکھیں مجھے دیکھ رہی تھیں اس سے مجھے بڑی تکلیف ہو رہی تھی، میں نے سوچا کہ بھئی ان کو ملے گا تو سہی مگر جلدی ملنے کی کوئی ترکیب ہونی چاہئے، جو جلدی سے پیسہ آئے اور جلدی سے ان کا قرضہ اترے تو جب مجھے بچے کی آوازئی

تو میں نے سوچا کہ بچے کو بُلاؤ۔ اس سے سودا کرو اور بچے کا دل نرم اور چھوٹا ہوتا ہے، جب اس کو پیسے نہیں ملیں گے تو وہ جلدی روئے گا اور جتنی جلدی کوئی روئے گا اتنی جلدی اللہ تعالیٰ کی رحمت متوجہ ہو جائے گی اور برس جائے گی مگر تم تو رونے والے تھے نہیں لیکن وہ بچہ رونے والا تھا، اس لئے میں نے اس کا حلوہ تمہیں کھلایا، تو تم نے دیکھا تھوڑی دیر میں بچہ رو پڑا، اب جو بچہ رویا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جوش آیا اور جیسے ہی اللہ تعالیٰ کی دریائے رحمت کو جوش آیا تو اللہ تعالیٰ نے جلدی سے ہدیہ بھیج دیا، بچے کے طفیل تمہارا کام بھی بن گیا، اس کا قرض بھی اُترا اور میرا کام بھی ہو گیا کہ میرا ذمہ اللہ تعالیٰ نے فارغ فرما دیا۔

تو یہ دیکھو بھئی دعا میں جو سچ مچ روئے تو پھر کہنا ہی کیا ہے لیکن یہ ہر آدمی کے اختیار میں نہیں، اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں فرمایا اگر رونا نہ آئے تو رونے کی سی شکل بنا لو۔ اور اللہ تعالیٰ ایسے کریم ہیں کہ رونے کی سی شکل پر بھی ویسی ہی رحمت کا معاملہ فرماتے ہیں، جیسے سچ مچ رونے پر فرماتے ہیں۔

تو بھئی اگر مسلمانوں کی فتح و نصرت کے لئے، کامیابی کے لئے

اور دیگر مقاصد کے لئے توجہ کے ساتھ ساتھ رونے کی سی شکل بھی بنالیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ دعا ضرور قبول ہوگی ۔اور جب بھی آپ دعا مانگیں خاص طور پرخلوت وتنہائی میں تو رونے کی شکل بنانے کی عادت ڈالیں ۔اور جب رونے کی سی شکل کے ساتھ پوری توجہ اور دیہان کے ساتھ دُعا ہوگی تو انشاء اللہ تعالیٰ وہ دعا رد نہیں ہوگی ۔

اور دعا کے ساتھ ساتھ اس بات کا بھی خیال رکھیں کہ ہمیں اپنی دعا کی قبولیت کا یقین کامل ہونا چاہیے ، جتنا آپ کو اپنی دعا کی قبولیت کا یقین ہوگا کہ جو کچھ میں مانگ رہا ہوں اللہ تعالیٰ ضرور عطا فرمائیں گے ، چاہے قبول ہونا معلوم ہو یا نہ ہو یہ ہمارا کام نہیں ہے یہ تو اللہ تعالیٰ کا کام ہے ۔تو جتنے یقین کے ساتھ دعا ہوگی اتنی ہی انشاء اللہ تعالیٰ وہ مقبول بھی ہوگی ۔

اس طرح سے دعا کے آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے چاہے ہم عراق کے مسلمانوں کے لئے دعا کریں چاہے افغانستان کے مجاہدین اور طالبان کے لئے یا دیگر مسلمانوں کے لئے ،اور چاہے اپنے دیگر جائز مقاصد کے لئے دعا کریں تو وہ دعا انشاء اللہ تعالیٰ قبول ہوگی ،

اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کی دولت بھی نصیب ہوگی۔

دعا بذاتِ خود ایک عبادت ہے

یاد رکھئے! دعا بذاتِ خود اعلیٰ درجہ کی ایک عبادت ہے، جب کبھی کسی بھی پریشانی کی وجہ سے، کسی بھی تکلیف کی وجہ سے، کسی بھی حاجت کی وجہ سے، کسی بھی ضرورت کی وجہ سے اگر یہ دولت نصیب ہوتو زہے مقدّر۔ اور پھر حدیث شریف میں ہے:

اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ.

دعا عبادت کا مغز ہے۔ (ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ:۱۹۴)

یعنی دعا کرنا خود ایک اعلیٰ درجے کی عبادت ہے، اگر اعلیٰ درجے کی عبادت نصیب ہوجائے خواہ کسی پریشانی کی وجہ سے ہی کیوں نہ ہو بہر حال یہ بہت بڑی نعمت ہے۔ لہٰذا ہر ایسے موقع پر ایک کام ہم لوگ یہ کریں کہ فوراً دعا میں لگ جائیں اور جہاں قنوت نازلہ پڑھی جارہی ہو اس میں دل سے آمین کہیں اور آہستہ کہیں زور سے نہ کہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کو وہ دعا زیادہ پسند ہے جو چپکے چپکے ہو، بلند آواز سے کی جانے والی دعا بھی اگرچہ جائز ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کو جو دعا زیادہ پسند

ہے وہ وہ دعا ہے جو چپکے چپکے ہو، اس لئے کہ چلا کر کہنے کی اللہ تعالیٰ کو کیا ضرورت ہے، وہ تو علیم بذات الصدور ہیں، سمیع وعلیم ہیں، یعنی دل کے اندر جو آدمی سوچتا ہے اس کی بھی اللہ تعالیٰ کو خبر ہوتی ہے، جبکہ فرشتوں کو بھی اس کا پتہ نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ یہ دل میں کیا چاہ رہا ہے، اور ہم سے کیا کہہ رہا ہے، اللہ تعالیٰ سینے کے اندر کی بات کو بھی جانتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے ایک بدو نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر دریافت کیا:

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! أَقَرِیْبٌ رَبُّنَا فَنُنَاجِیْہِ أَمْ بَعِیْدٌ فَنُنَادِیْہِ؟

ترجمہ

''اے اللہ کے رسول! (ہمارا رب کہاں ہے؟)
ہمارا رب کیا ہمارے نزدیک ہے کہ ہم اس سے
آہستہ آہستہ چپکے چپکے دعا مانگا کریں یا ہم سے دور
ہے کہ ہم صدا لگا کر بآوازِ بلند اس کو پکاریں''۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب ارشاد فرمانے سے

پہلے حضرت جبرئیلِ امین علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا جواب لے کر آگئے، اور یہ آیات پڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سنائیں:

وَإِذَا سَأَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَإِنِّیْ قَرِیْبٌ، أُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ. (البقرة:۱۸۶)

ترجمہ

''(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) جب آپ سے میرے بندے میرے (دور اور نزدیک ہونے کے) متعلق دریافت کریں تو (آپ میری طرف سے ان سے فرما دیجئے کہ) میں قریب ہی ہوں، منظور کر لیتا ہوں (ہر) عرض درخواست کرنے والے کی جبکہ وہ میرے حضور میں درخواست دے، سو ان کو چاہئے کہ میرے احکام کو قبول کیا کریں، اور مجھ پر یقین رکھیں، امید ہے کہ وہ لوگ رُشد و

فلاح حاصل کر سکیں گے''۔ (تفسیر ابن کثیر)

معلوم ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ انسان کے بالکل قریب ہوتے ہیں، لہٰذا آہستہ دعا کرنا افضل ہے، جیسا کہ ایک دوسری آیت میں یہ حکم صاف معلوم ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً ، إِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ. (الاعراف:۵۵)

ترجمہ

''تم لوگ (ہر حالت اور ہر حاجت میں) اپنے پروردگار سے دعا کیا کرو، تذلّل (اپنی ذلت و مسکنت) ظاہر کر کے بھی اور چپکے چپکے بھی، واقعی اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو پسند نہیں فرماتے جو (ادب کی) حد سے نکل جائیں''۔

بہر حال! اللہ پاک اپنے بندے کے نزدیک بھی ہیں اور اس کی ہر نقل وحرکت کو جانتے بھی ہیں اور اس کی ہر چھوٹی بڑی نہاں عیاں بات کو خوب سنتے بھی ہین، جب وہ خوب سنتے ہیں تو ان کو سنانے کے

لئے زور، زور سے کہنے کی کیا ضرورت ہے، لہٰذا چپکے چپکے کہو، اس لئے قنوتِ نازلہ میں آمین آہستہ کہنی چاہئے، مگر دل سے کہنی چاہئے یہ نہیں کہ نیند میں کھڑے ہیں، جھٹکے لے رہے ہیں اور آمین بھی کہہ رہے ہیں، یہ سونے کی دعا تھوڑی ہے، ہوش وحواس کے ساتھ کھڑے ہوں اور سمجھیں کہ بھئی اب یہ بڑا اہم موقع آگیا ہے اور حضور ﷺ کی سنت کے مطابق قنوتِ نازلہ پڑھی جارہی ہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم قنوت نازلہ پڑھتے تھے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے پیچھے آمین کہتے تھے، یہ میری زندگی کا کتنا سنہری موقع ہے کہ آج میں حضور کی سنت پر عمل کررہا ہوں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقہ پر عمل کررہا ہوں۔

ایک تو یہ دعا بڑی سعادت اور بہت بڑی نعمت ہے، پھر اس کے اندر جب دل لگا ہوا ہوگا تو بھئی ایک کی نہیں سینکڑوں کی آمین ہوگی، سینکڑوں کی دعا ہوگی، ایک امام کی دعا اور سینکڑوں مقتدیوں کی دعا ہوگی، جب یہ آسمان پر جائے گی تو انشاء اللہ تعالیٰ عرش سے ٹکرائے گی اور اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہو کر سامنے آئیگی اور آرہی ہے

الحمدللہ۔

دعا کے لئے مکان وطہارت شرط نہیں

ویسے بھی فرض نمازوں کے بعد، تہجد کے وقت، چلتے پھرتے، آتے جاتے اور لیٹے بیٹھے جب ان کا خیال آجائے دعا کرنا شروع کردیں۔ دعا اللہ پاک نے ایسی آسان بنائی ہے کہ نہ اس کیلئے وضو کرنا شرط ہے، نہ قبلہ رُخ ہونا شرط ہے، نہ نماز پڑھنا شرط ہے، نہ قیام شرط ہے، کوئی بھی شرط نہیں ہے، جس حالت میں ہو، جہاں بھی ہو جدھر بھی ہو بس دعا میں لگ جائیں اللہ تعالیٰ سے رابطہ ہوجائے گا۔ اللہ پاک نے اپنی ذات سے رابطہ کتنا آسان بنایا ہے کہ ایک سیکنڈ میں بندے کا اللہ تعالیٰ سے رابطہ ہوجاتا ہے بس چلتے چلتے خیال آگیا: ''ہائے یا اللہ عراق کے مسلمانوں کی مدد فرما، یا اللہ! ان کی حفاظت فرما اور ان کو فتح مبین عطا فرما، ان کے مقابلے میں کافروں کو تہس نہس فرما، تباہ و برباد فرما''، بس اب چلتے چلتے دعا ہوگئی اور یہ آپ کا ایٹم بم وہاں گر گیا۔ یہ دعا بم بن کر وہاں ان شاء اللہ دشمنوں پر ظاہر ہوگی، اب اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے جس شکل میں چاہیں اس کو ظاہر فرمادیں لیکن

آپ نے اپنا ہتھیار استعمال کرلیا کیونکہ دعا مؤمن کا ہتھیار ہے۔

آپ نے تو اپنا ہتھیار چلادیا، اللہ تعالیٰ سے عرض کردیا، اللہ تعالیٰ جب مناسب سمجھیں گے ذرا سی دیر میں ان کو پلٹ دینگے۔ اس لئے ہمیں اس کام کو بطور خاص کرنے کی ضرورت ہے۔

اپنی بداعمالیوں سے توبہ کریں

دوسرا کام یہ ہے کہ ہم ان کے اور اپنے گناہوں کی گڑ گڑا کر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں، اس لئے کہ کوئی دشمن کبھی بھی حملہ نہیں کرتا مگر جب لوگ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مبتلا ہوجائیں، اس میں اور بھی اللہ تعالیٰ کی حکمتیں ہوتی ہیں، مصلحتیں ہوتی ہیں، لیکن عام طور پر جب دشمن کسی پر حملہ آور ہوتا ہے تو جس قوم پر حملہ آور ہوتا ہے عموماً اس کی بداعمالیوں کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اس وقت پورا عالم اسلام بڑی مصیبت سے دوچار ہے اور پورے عالم کے اندر مسلمانوں کی حالت بڑی ابتر اور انتہائی افسوس ناک ہے، مسلمان اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے انتہائی ذلت ورسوائی کا شکار ہیں۔

یہ پورے عالم کے مسلمانوں کی مجموعی حالت ہے جس میں ہم

بھی داخل اور شامل ہیں ہمارے حالات بھی تو ایسے ہی ہیں، جب انفرادی طور پر ہمارے یہی حالات ہیں تو پھر مجموعی حالات بھی خراب ہی ہیں لہٰذا اپنے لئے بھی استغفار کی ضرورت ہے اور دیگر تمام مسلمانوں کیلئے بھی استغفار کی ضرورت ہے، عراق کے مسلمانوں کیلئے بھی توبہ واستغفار کی ضرورت ہے اور جتنی کثرت سے توبہ واستغفار ہوگی اتنی ہی اللہ تعالیٰ کی مدد ونصرت اور رحمت نازل ہوگی اور اللہ تعالیٰ کے عذاب ووبال سے بچنے کے لئے تاقیامت جو امان ہے وہ استغفار ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ. (الانفال:۳۳)

ترجمہ

''اور اللہ تعالیٰ ایسا نہ کریں گے کہ ان میں آپ کے ہوتے ہوئے ان کو عذاب دیں، اور اللہ تعالیٰ ان کو عذاب نہ دیں گے جس حالت میں کہ وہ استغفار کرتے ہیں''۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ دنیا کی کسی قوم پر دو صورتوں میں کبھی عذابِ الٰہی نازل نہیں ہوگا، ایک جب کہ نبی کی ذات ان میں موجود ہو، دوسرے جب وہ استغفار کرتے ہوں، اب اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہم سے رخصت ہو چکی ہے، لیکن عذابِ الٰہی سے بچنے کا دوسرا قوی اور مضبوط ذریعہ استغفار کی شکل میں ہمارے پاس موجود ہے، اور تا قیامت ان شاء اللہ یہ ذریعہ اس امت کے پاس رہے گا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک ارشاد ہے:

أَنْـزَلَ الـلّٰهُ عَلَىَّ أَمَانَيْنِ لِأُمَّتِیْ : "وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُـعَـذِّبَهُـمْ وَأَنْتَ فِيْهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُـمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ" فَإِذَا مَضَيْتُ تَرَكْتُ فِيْهِمُ الْاِسْتِغْفَارَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

ترجمہ

"اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھ پر میری امت کے لئے (اس آیت میں عذاب سے بچنے کے لئے) دو امان نازل فرمائی ہیں: "اور اللہ تعالیٰ ایسا نہ کریں

گے کہ ان میں آپ کے ہوتے ہوئے ان کو عذاب دیں،
اور اللہ تعالیٰ ان کو عذاب نہ دیں گے جس حالت
میں کہ وہ استغفار بھی کرتے ہوں" (الأنفال:۳۳)،
جب میں دنیا سے رخصت ہو جاؤں گا تو اپنے
پیچھے ان کے پاس تا قیامت "استغفار" چھوڑ
جاؤں گا"۔

(تفسیر ابن کثیر:۴۰۳/۱۲)

اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر
میں ارشاد فرماتے ہیں کہ:

كَانَ فِيهِمُ أَمَانَانِ، اَلنَّبِيُّ صلى الله عليه
وسلم وَالْإِسْتِغْفَارُ ، فَذَهَبَ النَّبِيُّ صلى الله
عليه وسلم وَبَقِيَ الْإِسْتِغْفَارُ.

ترجمہ

"اس امت کے لئے (عذابِ الٰہی سے بچنے کے
لئے) دو امان ہیں:
(۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی اور

(۲) استغفار

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو دنیا سے تشریف لے گئے، ''استغفار'' والی امان امت کے پاس باقی ہے''۔ (تفسیر ابن کثیر: ۲/۴۰۳)

ایک اور حدیث میں ہے کہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے شیطان کو مردود کر کے جنت سے نکالا تو اس نے کہا:

وَعِزَّتِکَ لَا أَبْرَحُ أُغْوِیْ عِبَادَکَ مَا دَامَتْ أَرْوَاحُهُمْ فِیْ أَجْسَادِهِمْ.

ترجمہ

''آپ کی عزت کی قسم! جب تک ان کی جان میں جان ہے میں تیرے بندوں کو بہکاتا اور گمراہ کرتا ہی رہوں گا''۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے جواب میں ارشاد فرمایا:

وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ لَا أَزَالُ أَغْفِرُ لَهُمْ مَا اسْتَغْفَرُوْنِیْ.

ترجمہ

''مجھے میری عزت وجلال کی قسم! جب تک وہ مجھ
سے استغفار کرتے رہیں گے، مجھ سے بخشش طلب
کرتے رہیں گے، میں بھی ان کو معاف کرتا ہی
رہوں گا''۔ (مستدرک حاکم بحوالہ ابن کثیر: ۲/۲۰۳)

مسند احمد میں اس سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑا پیارا ارشاد ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْعَبْدُ آمِنٌ مِنْ عَذَابِ اللّٰہِ مَااسْتَغْفَرَ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ.

ترجمہ

''بندہ جب تک اللہ پاک سے استغفار کرتا رہتا ہے، اللہ کے عذاب سے بچا رہتا ہے''

(تفسیر ابن کثیر: ۲/۲۰۳)

بہرحال! استغفار اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہمیں ایسی امان ملی ہوئی ہے کہ اگر ہم اس کا دل وجان سے اہتمام کرلیں تو عذاب ٹل جائے، دشمن مغلوب ہوجائے اور مسلمان

غالب ہو جائیں۔

فی الحال ہم یہ کام کریں کہ اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کران کے لئے دعا کریں، ان آداب کی رعایت کے ساتھ کریں جو میں نے بیان کئے ہیں اور اپنے لئے اوران کیلئے دل وجان سے استغفار کریں، فرض نمازوں کے بعد بھی بہت گڑگڑا کر دعا کریں ویسے بھی چلتے پھرتے ہر حالت میں دُعا کرتے رہیں۔اس طرح ان شاء اللہ تعالیٰ ہم ان کی بہت زبردست مدد کر سکتے ہیں، یہ بھی ان کیلئے زبردست اور بہترین مدد ہوگی، جس میں نہ ہمارے پیسے خرچ ہوں گے، نہ طاقت خرچ ہوگی، نہ قوت خرچ ہوگی، نہ کوئی خاص وقت خرچ ہوگا۔اتنا تو کم سے کم کریں پھر آگے اگر پیسے کی ضرورت ہوگی تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کیلئے بھی ہمیں تیار رہنا چاہئے، جان کی ضرودت ہوگی تو جان کیلئے بھی تیار رہنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ توفیق عمل عطا فرمائے۔آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین۔

☆☆☆☆☆

دُعاءِ والہانہ

ترتیب

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی مدظلہ
نائب مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی

مکتبۃ الاسلام کراچی

چند نیکیاں

اور

ایصالِ ثواب

اس کتابچہ میں چند آسان نیکیاں اور ان کا ثواب لکھا گیا ہے، نیز
ایصالِ ثواب کا آسان طریقہ بھی بیان کیا گیا ہے۔

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی مدظلہ

مکتبۃ الاسلام کراچی
فون: 5016664-5016665

چالیس حدیثیں

اس میں نہایت مختصر اور آسان، آسان چالیس
حدیثیں زبانی یاد کرنے کے لئے لکھی گئی ہیں

حضرت مولانا مفتی عبدالحکیم صاحب سکھرویؒ

ناشر
مکتبۃ الاسلام کراچی
فون نمبر: 5016664-5

خوشخبری

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب دامت برکاتہم

کی پر اثر مفید اور نایاب کتب، جو ہر گھر کے لئے نہایت نافع اور ضروری ہیں، عمدہ ٹائٹل،
اعلیٰ طباعت وکتابت اور بہترین کاغذ کے ساتھ اب مکتبۃ الاسلام کراچی سے براہِ راست دستیاب ہیں

توبہ واستغفار

دعائے والہانہ

روزانہ کے معمولات

پریشانیاں اور انکا علاج

عمل مختصر اور ثواب زیادہ

درود وسلام کا حسین مجموعہ

چند نیکیاں اور ایصال ثواب

فرائض کے بعد کی اجتماعی دعا

مکتبۃ الاسلام کراچی